

## نیمایوشج: شخصیت و فن

ڈاکٹر معین الدین نظامی

صدر شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عظمیٰ عزیز خان

دبستان اقبال، لاہور

### NIMA YUSHIJ : ART AND PERSONALITY

Ghulam Moeen-ud-Din Nizami, PhD

Chairman Department of Persian

University of the Punjab, Lahore

Uzma Aziz Khan, PhD

Dabistan-e-Iqbal, Lahore

#### Abstract

Nima Yushij, the father of modern Persian poetry, is the most important poet of twentieth century in Iran. He was a trend setter poet who, with his powerful thought and art, entirely changed the canvas of Persian poetry both in form and content. Most of the modern Persian poets are highly and deeply impressed by Nima's revolutionary themes and skills. This paper provides a brief life sketch of Nima Yushij besides an introduction to his art and thought.

**Keywords:** Nima Yushij, modern Persian poetry, Persian poetry in twentieth century, form and theme in modern Persian poetry

جدید فارسی شاعری کو فکری و فنی اعتبار سے جس شخص نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ نیا یوشیح ہیں۔ انھیں جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ نیا یوشیح کا اصل نام علی اسفندیاری تھا (۱) لیکن وہ اپنے تخلص نیا کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ وہ ۱۲۷۶ ش/ ۱۸۹۷ء میں مازندران کے گاؤں یوش میں پیدا ہوئے (۲) اور اسی نسبت سے یوشیح کہلائے۔

نیا کے والد کا نام ابراہیم نوری تھا۔ (۳) وہ کھیتی باڑی اور گلہ بانی کرتے تھے۔ نیا کی ابتدائی تعلیم کا آغاز یوش سے ہوا۔ ان کی عمر تقریباً بارہ سال تھی جب ان کا خاندان تہران آ گیا۔ یہاں انھوں نے ایک سکول سینٹ لوئس (Saint Louis) میں داخلہ لے لیا۔ فرانسیسی اور عربی زبانیں انھوں نے اسی سکول میں سیکھیں۔ (۴)

تعلیم سے فراغت کے بعد نیا ایک مالیاتی ادارے میں ملازم ہوئے (۵) مگر کچھ عرصے بعد یہ ملازمت ترک کر کے پوری توجہ سے شعر و شاعری میں مشغول ہو گئے۔ نیا نے مدرسہ حکیم نظامی کے علاوہ ایک صنعتی سکول میں بھی معلمی کے فرائض انجام دیے (۶) اس کے علاوہ انھوں نے مجلہ موسیقی (۷) میں بھی کچھ مدت تک کام کیا۔ نیا کی شادی عالیہ جہانگیر سے ہوئی جن سے ان کا ایک بیٹا شراگیم پیدا ہوا۔ (۸) نیا نے تہران میں ۱۳۳۸ ش/ ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ (۹)

جدید فارسی شاعری پر نیا نے جو غیر معمولی اثرات مرتب کیے انھیں سرسری نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کو طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کے فکر و فن کے بارے میں بحث و تمجیص اور تحقیق و تنقید کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ جدید فارسی نظموں کا تازہ ترین اسلوب ان کے نام سے منسوب ہو کر سبک نیمائی کہلاتا ہے۔ (۱۰)

نیا کے کلام میں جو خصوصیت سب سے پہلے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے وہ فطرت اور کائنات کے بارے میں ان کا نیا زاویہ فکر ہے۔ قاری کو ان کا کلام پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کا فکر و احساس مختلف اور مجتہدانہ ہے، تھلیدی نہیں اور یہ نیا کا بہت اہم مثبت کلیدی نقطہ ہے۔

اپنے طویل شعری سفر میں نیا اپنے فکر و فن کے تین واضح مراحل طے کرتے نظر آتے ہیں۔ ابتدائی مرحلہ وہ ہے جس میں نیا کے ہاں ہیئت اور فکر میں کوئی خاص تبدیلی یا جدت طرازی نظر نہیں آتی۔ شاعری کے جو روایتی اسالیب، اصناف اور موضوعات صدیوں سے چلے آ رہے تھے، انہوں نے بغیر کسی تبدیلی کے ان ہی مروجہ افکار کو طے شدہ شعری ہیئتوں میں ڈھالا۔ (۱۱) اس مرحلے میں بہت سے ہم عصر شعرا شعری سفر میں نیا سے زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ وہ ہے جس میں نیا روایتی طریقوں سے تدریجی شعوری انحراف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے مروجہ شاعری کے پرانے راستوں کو مکمل طور پر نہیں چھوڑا تھا لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اپنے شعری سفر کے لیے انہوں نے نئے راستوں اور نئی منزلوں کا انتخاب کر لیا تھا۔ (۱۲) چنانچہ انہوں نے قدیم اصناف میں جدید موضوعات پر طبع آزمائی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے فکر جدید اور اس کی اہمیت و ضرورت کا ادراک کر لیا تھا۔

نیا کے فکر و فن کا تیسرا اور اہم ترین مرحلہ ۱۹۴۱ء سے شروع ہوا۔ اپنے فنی سفر کے اس فیصلہ کن اور رجحان ساز آخری مرحلے میں انہوں نے تمام مروجہ شعری روایات سے سرکشی اختیار کر کے فارسی شاعری میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ انہوں نے ہزار سال سے رائج اصناف سخن کا طلسم توڑ ڈالا۔ اپنے جدید افکار کو اشعار کے نئے سانچے میں ڈھالا اور نئے راستوں سے نئی منزلوں کی نشان دہی کی۔

نیا کی نظم افسانہ ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی اور اسی کی بنیاد پر یہ سال جدید فارسی شاعری کا سالِ ظہور قرار دیا جاتا ہے۔ (۱۳)

۱۹۳۷ء میں نیا نے نظم فتنوس لکھی۔ اس میں فرہنگی شاعری کے اثرات نمایاں ہیں، اس تخلیق کے ساتھ ہی فارسی میں نئی شاعری مستحکم ہوئی۔ (۱۴) نئی فارسی شاعری میں اسلوب کی تبدیلی کی جو غیر معمولی کوششیں کی گئیں ان میں سب سے زیادہ سنجیدہ کام نیا کا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں ہلر شعر نو فارسی (۱۵) کہا جاتا ہے۔

۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۷ء تک نیا نے کئی تخلیقی تجربات کیے۔ کئی کامیاب قطعات اور بہت سی عمدہ رباعیات لکھیں۔ اکثر قطعات تمثیلی اور طنز آمیز ہیں۔ کلاسیکی ہیئت میں نیا کی شاعری کا بہترین اظہار رباعیات میں ہوا۔ (۱۶) نظموں کے بعد ان کی رباعیات فکری و فنی حوالے سے بہترین شاعری کا نمونہ ہیں اس عہد میں غالباً نیا سے زیادہ کامیاب رباعیاں اور کسی شاعر کے ہاں نہیں ملتیں۔ نیا کی نثر بھی ان کے افکار کی آسان تفہیم کے حوالے سے بڑی اہم ہے۔

نیا فارسی شاعری کی مسلسل اکتادینے والی یکسانیت کو ختم کرنے کے لیے اس کی ساخت اور انداز فکر و بیان میں بہت سی انقلابی تبدیلیاں عمل میں لائے۔ سب سے پہلی تبدیلی انھوں نے تافیہ کے سلسلے میں کی اور تافیہ کو قدیم عروضی قواعد کی جگہ بندی سے آزاد کیا۔ (۱۷) تافیہ بندی کے سلسلے میں وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں تافیہ کی جگہ بندیوں میں اسے صحیح طور پر نہیں کہہ سکتے چنانچہ انھوں نے اس کے استعمال میں تبدیلی پیدا کر لی لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نیا تافیہ کے مخالف ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ شعر ہی قافیہ آدم بی استخوان است۔ (۱۸) نیا کو اختلاف صرف تافیہ کے جبری اور غیر فطری استعمال پر ہے۔ ان کے ہاں تافیہ کا استعمال روایتی نہیں بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں کہیں خیالات کی رو میں بہتے بہتے تافیہ از خود آجائے وہاں اسے شعری خوب صورتی میں اضافے کے لیے ضرور استعمال کرنا چاہیے وگرنہ دوسری صورت میں شعر میں مصنوعی پن پیدا ہو جاتا ہے۔ آزاد شاعری میں شاعری عروضی وزن کی حامل تو ہوتی ہے لیکن اس میں تافیوں کا مقام طے شدہ نہیں ہوتا۔ نیا کا کلام اس کی بہترین مثال ہے۔

نیا کے کلام کی اہم ترین اور نمایاں ترین خصوصیت وہ جدت طرازی ہے جو انھوں نے مصرعوں کی تشکیل نو میں کی تھی۔ نیا کی شاعری کے بارے میں بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے عروض اور اوزان و بحر کو اپنی آسانی اور شعر کی معنویت کی مناسبت سے فطری اور بے ساختہ انداز میں مختصر یا طویل کیا جس کی وجہ سے چھوٹے بڑے مصرعے وجود میں آئے۔ (۱۹)

نیا کی شاعری میں اسلوب کے ساتھ ساتھ زبان کے حوالے سے بھی کئی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں اپنی مادری زبان طبری کے الفاظ اور اصطلاحات اتنی کثرت سے استعمال کیے ہیں کہ طبری زبان کی ایک فرہنگ مرتب ہو سکتی ہے۔ (۲۰) ان کا کلام خود یہ تسلیم کروانا ہے کہ انھوں نے صحیح معنوں میں فرزند زمین ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

نیا ایک صاحب بصیرت فنکار تھے۔ وہ اپنے گرد و پیش پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کے زمانے میں ایران جس سیاسی، معاشی اور سماجی بے حسی کا شکار ہوا اسے بیان کرنے میں انھوں نے کسی بخل یا مصلحت سے کام نہیں لیا بلکہ جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے بڑی دیانت داری سے شعری قالب میں ڈھالا۔ تحریک مشروطیت کے علم بردار شعراء نے جدت کی جو راہ پیدا کی اس کے نتیجے میں کئی نامور شعرا سامنے آئے جن میں ایرج میرزا (م: ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۴ء)، بہار (م: ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) عشقی (م: ۱۳۰۳ھ/۱۹۲۴ء) وغیرہ آج بھی مشہور ہیں لیکن نیا کی شاعری میں شعور و آگہی کے پہلو بہت نمایاں ہیں۔ ان کی شاعری کا محور و مرکز کوئی ایک ذات نہیں بلکہ ان کے ہاں اجتماعی شعور کا فوہر ہے۔ نیا کی شاعری میں صاحبان اقتدار و اختیار کی مدح نہیں ملتی بلکہ وہ تمام سیاسی و معاشی استحصالی قوتوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی مذمت کرتے ہیں۔ (۲۱) ڈاکٹر غلام حسین یوسفی (م: ۱۳۹۵ھ/۱۹۹۰ء) نیا کی شاعری کو معاشرتی اور تنقیدی موضوعات کے حوالے سے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پہلوی استبداد کے زمانے میں نیا بہ ظاہر گوشہ نشین ہو کر فکر و سخن میں مشغول رہے لیکن معاشرے اور اس کے مسائل سے ان کا رابطہ نہیں ٹوٹا اور انھوں نے ان موضوعات کو جدید اسالیب میں پیش کیا۔ (۲۲)

نیا یوشج جب لوگوں کے دکھ درد اور تکالیف کو شعری قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں تو ان کی شاعری کے جدید اور وسیع کینوس پر ہر منظر نمایاں ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ خاص طور پر غریب اور بے یار و مددگار کسانوں کی زندگی کے درد و الم کا وہ بڑے تاثر انگیز انداز میں نقشہ کھینچتے ہیں۔ (۲۳)

فطرت سے وابستگی اور مناظر فطرت کے رنگا رنگ بیانات نیا کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ نیا کا بچپن چوں کہ دیہات میں گزرا اور اس کے بعد بھی ان کا معمول رہا کہ وہ گرمیوں میں اکثر و بیشتر اپنے گاؤں چلے جایا کرتے تھے (۲۴) اور یہ معمول زندگی کے اختتام تک جاری رہا۔ چنانچہ فطرت سے محبت اور فطری مناظر سے گہری وابستگی ان کے مزاج کا حصہ بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ نیا نے منظر نگاری کر کے محض ایک روایتی رسم پوری نہیں کی بل کہ انھوں نے فطرت کے ساتھ براہ راست وقت گزارا ہے۔ جس طرح وہ عملی طور پر خود دیہاتوں، کہساروں اور جنگلوں کو پسند کرتے تھے، اسی طرح ان کے کلام میں بھی ان مظاہر کائنات سے محبت بہت نمایاں ہے۔

بدیہی ہے کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے وہاں کے اثرات اس کے ذہن و دل پر مثبت ہو جاتے ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے ان کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ نیا چوں کہ فطری شاعر تھے اس لیے انھوں نے اپنے ذہن و دل پر مثبت ہونے والے نقوش کو شعروں کا پیراہن عطا کیا۔ اسی لیے ہمیں ان کے کلام میں مقامی اور علاقائی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ان کی جنم بھومی مازندران کے جنگل، دریا، پہاڑ، وادیاں، جھونپڑے، گڈریے، الاؤ، مچھلیاں اور مقامی رسم و رواج بڑی سادگی اور فطری انداز میں ان کے کلام میں جھلکتے ہیں۔ (۲۵) ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ نیا کی شاعری میں جنسیت کے عناصر تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔

نیا حقیقت پسند شاعر ہیں اور حقیقت نگاری کو مرکز توجہ بناتے ہیں۔ وہ اشاروں، کنایوں اور رموز و ایہام کی مدد سے اپنی شاعری کا تار و پود تیار نہیں کرتے۔ وہ اپنی اکثر تصویریں جانوروں، پرندوں اور روزمرہ کی اشیا سے اخذ کرتے ہیں۔ کنایوں یا علامات میں ان کی براہ راست دل چسپی کم ہے۔ ان کی تصویریں متحرک ہیں، بے جان نہیں۔ ان کے رنگ شوخ و شنک ہیں۔ (۲۶) وہ چیزوں کے پوشیدہ اوصاف کے مقابلے میں ان کی ظاہری خوبیوں کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اسی لیے نیا کے تجر بے میں جدت و ندرت اور نئی تاثیر اور قوت ہے۔

نیا کا پہلا مطبوعہ کلام قصہ رنگ پریدہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ (۲۷) یہ مثنوی مولانا روم کے وزن میں پانچ سو شعروں کی ایک مثنوی ہے۔ اس میں ماہِ چنگلی، لفظی اغلاط، ڈھیلے ڈھالے اشعار اور تکراری موضوعات ملتے ہیں اور یہ واضح ہوتا ہے کہ تخلیقی جوہر کی فراوانی کے باوجود تھلیدی اور روایتی شاعری میں نیا زیادہ صلاحیت کے حامل نہیں۔ اسی لیے وہ جوانی میں قدما کے اسلوب کے مقلد محض نظر آتے ہیں۔

نیا یوتھ نے جدید فارسی شاعری میں جدیدیت کی جو بنیاد استوار کی وہ یقیناً بہت مضبوط اور طاقت ور تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیانے بہت سی باتوں سے صرف نظر بھی کیا جس سے ان کا کلام بعض خامیوں کا شکار ہو گیا مثلاً نیانے اپنی نظموں میں طبری زبان کے الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی ہیں جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر ان کی زبان سادہ اور واضح نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ افکار کے بیان میں کسی قدر ایہام کی وجہ سے بھی ان کا کلام کہیں کہیں ہموار اور رواں نہیں رہتا۔ معروف شاعر مازندرانی پور اپنے مقالے دو کفہ لفظی و معنی در ترازوی شعر امروز میں نیا کی شاعری کے دو نکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کہیں کہیں نیا کے الفاظ جھے ہوئے اور مصرعے چست نہیں ہوتے اور بعض اوقات ان میں معنوی پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ نیانے اپنے دور جوانی میں کلاسیکی فارسی کی تحصیل میں دیدہ و دانستہ صرف نظر کیا تھا۔ ایک اور خامی جو نیا کے کلام میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ نیا چوں کہ چیزوں کے ظاہر پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اس لیے ان کے اسرار تک پہنچنے میں قاصر رہتے ہیں۔ گویا ان کے ہاں دروں بنی کا عنصر قدرے کم ہے۔

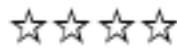
نیا کے لیے اپنے وضع کردہ نئے راستوں پر چلنا آسان نہ تھا۔ ان کے لیے اپنے آپ کو بہ حیثیت شاعر منوٹا اور شعرا کی صف میں اپنے لیے کوئی بلند مقام حاصل کرنا یقیناً بہت دشوار تھا لیکن استحکام اور ثابت قدمی نیا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔ شدید مخالفت اور نفرت آمیز تنقید کا سامنا کرنے کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ شعر و سخن کی جن جدتوں کو انہوں نے تراشا تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ اس میں مزید بہتری پیدا کرتے اور اپنے فن کو نکھارتے چلے گئے۔

نیا کے حصے میں جہاں نفرتیں اور مخالفتیں آئیں وہیں ان کے فن کو سراہنے اور پذیرائی کرنے والے بھی موجود رہے۔ نیا کا کلام نوجوان نسل میں بہت مقبول ہوا کیوں کہ نیا ایسے دور سے تعلق رکھتے تھے جہاں اظہارِ حق پر مکمل پابندی تھی اور چوں کہ نیا کی شاعری میں ہلکا سا معاشرتی اور ناقدانہ رنگ بھی نمایاں ہوا تھا جسے آمریت کے ستائے ہوئے نوجوانوں کی طرف سے بہت پذیرائی ملی اور اسی پذیرائی کے نتیجے میں بہت سی ایسی تحریکیں وجود میں آئیں جنہوں نے نیا کے نقشِ قدم پر چلنا اپنا شعار بنایا۔ اسی طرح کی ایک ادبی تحریک موجِ نو تھی (۲۸) جس نے جدید شاعری کی تفہیم کے لیے نیا کے متعین کردہ راستوں کو اپنایا۔

نیا کی شخصیت اور فکر و فن پر بہت سی کتابیں اور مقالات و مضامین لکھے گئے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ایران کے نامور شاعر مہدی اخوان ثالث (م: ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء) نیا کے فکر و فن کے بہت بڑے مداح تھے۔ انہوں نے نیا کے فکر و فن کی تفہیم کے سلسلے میں دو کتابیں بدعتھا و بدابع نیما یوشیج (۲۹)، عطا و لقای نیما (۳۰) اور متعدد مقالات لکھے۔ مختلف زبانوں میں نیا کی شاعری کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ (۳۱) نیا کی شاعری میں بہت سے علاقائی الفاظ، نام اور طبری بولی کے کلمات بھی آتے ہیں جن کی وجہ سے کہیں کہیں ان کا کلام ذرا مانوس سا ہو جاتا ہے چنانچہ ان کے کلام کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کے لیے اس کی ایک الگ جامع اور مفید فرہنگ بھی ترتیب دی جا چکی ہے۔ (۳۲) نیا پر کیا جانے والا کام اتنا زیادہ ہے کہ ۱۹۹۶ء میں نیا کی کتابیات بھی شائع ہو چکی ہے۔ (۳۳)

فارسی کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی نیا پر کام کا سلسلہ جاری ہے۔ اردو کے مشہور شاعر ن۔م۔ راشد (م: ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) نے نیا کے فکر و فن پر ایک مختصر تبصرہ اور ان کی چند نظموں کے تراجم اپنی کتاب میں شامل کیے تھے۔ (۳۴) اردو میں نیا پر ہونے والا شاید یہ پہلا کام تھا۔

نیا یوشیج کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ انھوں نے فارسی شاعری کو روایتی اسالیب سے نجات دلائی۔ جدید افکار و نظریات متعارف کرائے اور نئے موضوعات کو فارسی شاعری کا حصہ بنایا۔ بلاشبہ نیا وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے فارسی شاعری کو اوزان و بحر کی ایک نئی اور مضبوط بنیاد فراہم کی اور صدیوں پرانے اسالیب کے ظلم کو توڑ کر نئے راستوں کی طرف نشان دہی کی چنانچہ ان حوالوں سے نیا کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔



### حوالہ جات

- (۱) ننگرودی، طمس، تاریخ تخیلی شعر، نشر مرکز، تہران، ۱۳۸۱، جلد اول، چاپ سوم، ص ۹۵
- بعض روایات کے مطابق ان کا نام امین تھا جسے الٹا کر انھوں نے نیا کا لفظ اختراع کیا اور اسے قلمی نام کے طور پر استعمال کیا: یحییٰ آریں پور، از نیا تا روزگار، انتشارات زوار، تہران، ۱۳۷۶ ش، جلد سوم، ص ۹۷
- (۲) پونا مداریان، نقی، خانہ امیری است، سروش، تہران، ۱۳۷۷، چاپ اول، ص ۲۱
- (۳) جلائی، پندرہ پند، گزینہ اشعار نیا یوشیج، انتشارات مروارید، تہران، ۱۳۷۰، چاپ اول، ص ۱۱
- (۴) محمد صر، تحول معنا و موضوع در شعر معاصر، نشر نیا، تہران، ۱۳۸۲ ش، چاپ اول، ص ۷۳
- (۵) ننگرودی، ص ۹۵
- (۶) جلائی پندری، ص ۲۹
- (۷) خامدای، الوری، چہار چہرہ، کتاب سرا، تہران، ۱۳۶۸ ش، چاپ اول، ص ۱۵
- (۸) محمد صر، ص ۷۳
- (۹) ننگرودی، ص ۹۵
- (۱۰) پونا مداریان، ص ۸۲
- (۱۱) محمد صر، ص ۲۹
- (۱۲) پونا مداریان، ص ۳۵
- (۱۳) یحییٰ آریں پور، ص ۵۸
- (۱۴) پروین ککیبا، شعر فارسی از آغاز تا امروز، انتشارات نشر مند، تہران، ۱۳۷۰ ش، چاپ اول، ص ۳۱۸

- (۱۵) یحییٰ آرمین پور، ص ۶۱۸۔ (ترجمہ) الحدید فارسی شاعری کا باب
- (۱۶) نیا یوشیج، مجموعہ کمال اشعار، مذہب و سیروس طاہراز، انتشارات نگاہ، تہران، ۱۳۳۷ ش، چاپ دوم، ص ۵۱۹-۵۷۷
- (۱۷) جنتی عطائی، ص ۱۳
- (۱۸) طاہراز، سیروس، دربارہی شعر و شاعری از مجموعہ آثار نیا یوشیج، انتشارات دفتر حای زمانہ، تہران، ۱۳۶۸ ش، چاپ اول، ص ۱۰۳۔ (ترجمہ) قافیے کے بغیر شعر اس طرح ہے جیسے ہڈیوں کے بغیر انسان
- (۱۹) محمد صر، ص ۳۹
- (۲۰) یوننی، ص ۲۸
- (۲۱) ن۔ م۔ راشد، ص ۲
- (۲۲) یوننی، ص ۲۷۹
- (۲۳) ن۔ م۔ راشد، ص ۲
- (۲۳) جنتی عطائی، ص ۶
- (۲۴) ن۔ م۔ راشد، ص ۲
- (۲۵) یوننی، ص ۲۸
- (۲۶) ن۔ م۔ راشد، ص ۲
- (۲۷) محمد صر، ص ۲۹
- (۲۸) ن۔ م۔ راشد، ص ۲
- (۲۹) اخوان لٹ، مہدی، بدستھا و بدایح نیا یوشیج، انتشارات زمستان، تہران، ۱۳۷۶، چاپ سوم، ص ۳۳۸
- (۳۰) اخوان لٹ، مہدی، عطا و لقای نیا، انتشارات فرزان، تہران، ص ۱۳۷۵، ۱۷۵
- (۳۱) میر انصاری، علی، کتاب شناسی نیا یوشیج، پوشکو، تہران، ۱۳۷۵ ش، ص ۳۵-۳۷
- (۳۲) علی، محمد عبد فرہنگ شعر نیا، انتشارات فکر روز، تہران، ۱۳۷۲ ش، چاپ اول، ص ۳۲۹
- (۳۳) میر انصاری، ص ۱۵۵
- (۳۴) ن۔ م۔ راشد، ص ۲-۸، ۵۳-۶۸

